السنية الانيفه
فی
فتاویٰ افریقہ
اعلیٰ حضرت مولانا
شاہ محمد احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ گلبرگ اے ۔ فیصل آباد

اعلیٰ حضرت مولانا

شاہ محمد احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

041-626046

تزئین واہتمام

سیّد حمایت رسول قادری

نام کتاب ------------ فتاوٰی افریقہ

مؤلف ------------ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

کمپوزنگ ------------ محمد حسین 0300-9414815

پروف ریڈنگ ______ محمد رب نواز سیالوی فاضل دار العلوم نوریہ رضویہ گلبرگ فیصل آباد

صفحات ------------ 176

تاریخ اشاعت ------ اگست ۲۰۰۴ء

تعداد ------------ 1100

مطبع ------------ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر ------------ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

قیمت ------------ -/80 روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون: 626046

مسئلہ ۷۸: بروز عید یا وبا وطاعون کے مع نشان عید گاہ پر جانا درست ہے یا نہیں یعنی ڈھول یا پڑگم وغیرہ کے ساتھ جانا۔

الجواب: باجے منع ہیں اور نشانی کے لئے نشان میں حرج نہیں جمادی الاخرہ ۱۸ میں بلاول بندر جونا گڑھ کاٹھیاوار سے اس کا سوال آیا تھا جس کا مفصل جواب ہمارے فتاوے میں موجود ہے جو اسی زمانے میں بمبئی سے شائع بھی ہو چکا مگر ایک امر ضروری قابل لحاظ ہے کہ یہ نفس علم کا حکم ہے جہاں اس سے کوئی محذور شرعی پیدا ہوتا ہو مثلاً جن بلاد میں محرم کے علم رائج ہیں عوام اسے انس سے سمجھیں اور اس سے ان کے جواز پر استدلال کریں۔ اور فرق سمجھانے کی ضرورت پڑے وہاں اس سے احتراز کیا جائے کہ کوئی امر ضروری نہیں اور احتمال فتنہ وفساد عقیدہ ہے نہ ہر ایک کو سمجھا سکیں گے نہ ہر ایک سمجھانے سے سمجھے گا تو ایسی بات سے احتراز مناسب۔ حدیث میں ہے ایاك وما يعتذر منه اسبات سے بچ جس میں معذرت کرنی پڑے۔[1] رواه الحاكم والبيهقي عن سعد بن ابي وقاص والضياء عن انس رضى الله تعالىٰ عنهما بسند حسن و في الباب عن جابرو عن ابن عمرو عن ابى ايوب رضى الله تعالىٰ عنهم والله تعالىٰ اعلم

مسئلہ ۷۹، ۸۰: حضرت جناب پاک محمد رسول اللہ ﷺ وحضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا اسم شریف سن کر دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کو بوسہ دینا اور دونوں چشموں پر رکھنا شرع میں جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو بدعت کہنے والا کافر ہے یا نہیں آپ کا رسالہ الكوكبة الشهابية في كفريات ابي الوهابية صفحہ ۳ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم میں آیت اولیٰ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا۔ بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا کہ جو تمہاری تعظیم کرے اسے فضل عظیم کی بشارت دو اور جو معاذ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذاب الیم کا ڈر سناؤ اب حضرت ﷺ و جناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا نام سن کر بوسہ دینا تعظیم ہے یا نہیں۔

---

[1] یہ حدیث حاکم و بیہقی نے سعد بن ابی وقاص اور ضیا نے بسند حسن انس سے روایت کی اور اس باب میں جابر بن عبد اللہ بن عمرو ابو ایوب انصاری سے حدیثیں ہیں ۱۲ منہ

الجواب: اذان میں نام اقدس سن کر یہ بوسہ دینا بتصریح فقہ مستحب ہے اس کے بیان میں ہماری مبسوط کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین سالہا سال سے شائع ہے اقامت یعنی تکبیر نماز میں اس کا انکار طائفہ دیوبندیت کے جدید سرغنہ تھانوی نے فتاوی امدادیہ میں کیا اس کے رد میں ہمارا رسالہ نهج السلامه فی حکم تقبیل الا بها مین فی الاقامه ہے۔ رہی یہ صورت کہ اذان و اقامت کے سوا بھی جہاں نام اقدس سنے اس کے جواز میں بھی شبہہ نہیں جبکہ مانع شرعی نہ ہو جیسے حالت نماز میں ۔[۱] جواز کو یہی کافی کہ شرعاً ممانعت نہیں جس چیز کو اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع بننا اور نئی شریعت گھڑنا ہے اور جب اسے بنظر تعظیم و محبت کیا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ و محبوب ہوگا کہ ہر[۲] مباح نیت حسن سے مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے کما فی البحر الرائق وردالمحتار و غیر هما من معتهدات الاسفار [۳] افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لیے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ۔ وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل نے مطلق بلا تقیید و تحدید انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلاۃ والثنا کی تعظیم کا حکم فرمایا قال تعالٰی وتعزروہ و توقروہ رسول کی تعظیم و توقیر کرو قال تعالٰی فالذین امنوا به و عزّروه و نصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولئك هم المفلحون جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم و مدد اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے وقال تعالٰی لئن اقمتم الصلوة واتیتم الزكوة وامنتم برسلی وعزرتموهم واقرضتم الله قرضا حسنا لا كفرن عنكم سياتكم ولا دخلنكم جنت تجری من تحتها الانهر اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو

---

[۱] کسی شے کے جائز ہونے کو اتنا کافی ہے کہ شرح میں اسکی ممانعت نہ آئی ہے [۲] ہر مباح اچھی نیت سے مستحب ہو جاتا ہے
[۳] تعظیم انبیاء اولیاء میں جتنے نئے طریقے ایجاد کرو جن سے ممانعت نہ ہو سب خوب و مستحسن ہے۔

اور اللہ کے لیے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹادوں گا اور ضرور تمہیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہیں وقال تعالٰی و من یعظم حرمت الله فهو خیر له عند ربه جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے وقال تعالٰی و من یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب O جو الٰہی نشانوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

ولہذا ہمیشہ علمائے کرام وائمہ اعلام امور تعظیم ومحبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور انہیں ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے جس کی بعض مثالیں ہمارے رسالہ اقامة القیامة علی طاعن القیام لبنی تهامه میں مذکور ہوئیں۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا جو بات ادب وتعظیم میں جتنی زیادہ دخل رکھتی ہو خوب ہے امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب البحر المورود میں فرماتے ہیں اخذ علینا العهود ان لا نمکن احدا من اخواننا ینکر شیأ ابتداعه المسلمون علی جهة القربة الی الله تعالٰی ورأوه حسنا کما مر تقریره مرارا فی هذه العهود لا سیما ما کان متعلقا بالله تعالٰی ورسوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ہم پر عہد لئے گئے کہ کسی بھائی کو کسی ایسی چیز پر انکار نہ کرنے دیں جو مسلمانوں نے اللہ تعالٰی کی طرف تقرب کے لیے نئی نکالی اور اچھی سمجھی ہو جیسے اس کی تقریر اس کتاب میں بارہا گزری خصوصاً وہ ایجادیں کہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متعلق ہوں۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں۔ یسمون بفعلهم السنة الحسنة وان کانت بدعة اهل البدعة لان النبی صلی الله علیه وسلم قال من سن سنة حسنة فسمی المبتدع للحسن مستنا فادخله النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی السنة فقوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اذن فی ابتداع السنة الحسنة الی یوم الدین وانه ما جور علیها مع العاملین لها بدوا مها فیدخل فی السنة الحسنة کل حدث مستحسن

قال الامام النووی کان له مثل اجورتا بعیه سواء کان هو الذی ابتدأه اوکان منسوبا الیه و سواء کان عبادة اوادبا او غیر ذلك اه ملتقطا یعنی نیک بات اگر چہ بدعتِ نو پیدا ہو اس کا کرنے والا سنی ہی کہلائے گا نہ بدعتی اس لئے کہ رسول ﷺ نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمایا اور اسی ارشاد اقدس میں قیامت تک نئی نئی نیک باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو ایسی نئی بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملیگا تو اچھی بدعت سنت ہی ہے امام نووی نے فرمایا جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اسی نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہو اور چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور ظاہر ہے کہ یہ انگوٹھے چومنا حسب نیت وعرف ادب کی بات میں داخل ہے اور نہ سہی تو کچھ اور تو سب کو شامل ہے مسلمان یہ فائدہ جلیلہ خوب یاد رکھیں کہ بات بات پر وہابیہ مخذولین کے الٹے مطالبوں سے بچیں ان خبثاء کی بڑی دوڑ یہی ہے کہ فلاں کام بدعت ہے حادث ہے اگلوں سے ثابت نہیں اس کا ثبوت لاؤ سب کا جواب یہی ہے کہ تم اندھے ہو اوندھے ہو دو باتوں میں سے ایک کا ثبوت تمہارے ذمے ہے یا تو یہ کہ فی نفسہ اس کام میں شر ہے یا یہ کہ شرع مطہر نے اسے منع فرمایا ہے اور جب نہ شرع سے منع نہ کام میں بلکہ قرآن عظیم کے ارشاد سے جائز دارقطنی نے ابوثعلبہ خشنی سے روایت کی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان الله فرض فرائض ولا تضیعوها وحرم حرمات فلا تنتهکوها وحد حدودا فلا تعتدوها وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تحثوا عنها بیشک اللہ عزوجل نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انہیں نہ چھوڑو اور کچھ حرام فرمائیں ان پر جرات نہ کرو اور کچھ حدیں باندھیں ان سے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کا کوئی حکم قصداً ذکر نہ فرمایا ان کی تفتیش نہ کرو کہ ممکن کہ تمہاری تفتیش سے حرام فرما دی جائیں صحیح بخاری و مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان اعظم

---

۱ نبی ﷺ نے قیامت تک نیک باتیں نئی پیدا کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور ان سب کو سنت میں داخل فرمایا جن چیزوں کی ممانعت قرآن وحدیث میں نہیں سب جائز ہیں۔ جائز ہونے کا ثبوت درکار نہیں۔

المسلمين في المسلمين جرما من سأل عن شئے لم يحرم على الناس فحرم من اجل مسألته مسلمانوں میں سب میں بڑا مسلمانوں کے حق میں مجرم وہ ہے جس نے کوئی بات پوچھی اس کے پوچھنے پر حرام فرمادی گئے یعنی نہ پوچھتا تو اس بنا پر کہ شریعت میں اس کا ذکر نہ آیا جائز رہتی اس نے پوچھ کرنا جائز کرالی اور مسلمانوں پر تنگی کی۔ ترمذی وابن ماجہ سلمان فارسی سے راوی الحلال ما احل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه وما سكت عنه فهو مما عفا عنه جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ما احل فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سكت عنه فهو عفو جو جسے اللہ ورسول نے حلال کہا وہ حلال ہے جسے حرام کہا وہ حرام ہے جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ تو معلوم ہوا کہ جس کا نہ حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب نہ گناہ۔ اور عزوجل جلہ فرماتا ہے يايها الذين امنوا لا تسئلوا عن اشياء ان تبدلكم تسؤكم وان تسلوا عنها حين ينزل القرآن تبدلكم عفا الله عنها والله غفور حليم۔ اے ایمان والو نہ پوچھو وہ باتیں کہ ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانے میں پوچھو گے جب تک قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائے گا اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے یہ آیہ کریمہ ان تمام حدیثوں کی تصدیق اور صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے جب تک کلام مجید اتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کہ کوئی پوچھتا اس کے سوال کی شامت سے منع فرما دی جاتی اب کہ قرآن کریم اتر چکا دین کامل ہولیا اب کوئی حکم نیا آنے کو نہ رہا جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع کیا ان کی معافی مقرر ہو چکی جس میں اب تبدیلی نہ ہوگی وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے وللہ الحمد یہاں تک جواز کا بیان تھا رہا

استحباب وہ فعل جب کہ فی نفسہ خود ہی نیک ہے یا مسلمان نے اسے نیت حسن محمود سے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے داخل سنت ہے اگرچہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو جیسا کہ حدیث من سن في الاسلام سنة حسنة وعبارات ائمہ سے گزرا والحمد للہ رب العلمین تعظیم حضور پرنور ﷺ مدار ایمان ہے اس کا منکر قطعاً کافر مگر یہ نفس تعظیم میں ہے افعال تعظیمیہ میں جس کا ثبوت ضروریات دین سے ہے جیسے درود و سلام اس کا منکر مرتد کافر یا جس کا ثبوت قطعی ہو اگرچہ بدیہی نہ ہو ائمہ حنفیہ اسے بھی کافر کہیں گے بغیر اس کے تکفیر کی گنجائش نہیں خصوصاً ایک نو پیدا بات جس میں منکر کو شبہہ بدعت یہ اس کے لیے ہے جس کا انکار بر بنائے وہابیت نہ ہو ورنہ وہابیہ پر خود ہی صد ہا وجہ سے کفر لازم اور ان کے انکار کا منشا بھی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے توہین سے پر اور تعظیم مصطفےٰ ﷺ ان کے دلوں پر شاق قل موتوابغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸۰: حضور پرنور سیدنا غوث اعظم حضور اقدس و انور سید عالم ﷺ کے وارث کامل و نائب تام و آئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور ﷺ مع اپنی جمیع صفات جمال و جلال و کمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات و نعوت جلالت آئینہ محمدی ﷺ میں تجلی فرما ہے من رانی فقدرأی الحق تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت عین تعظیم حضرت عزت ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور یہ مثل صلاۃ بالاستقلال ان تعظیموں میں نہیں جن کو شرع مطہر نے شانِ نبوت سے خاص فرما دیا ہو تو وہی آیات و احادیث و ارشادات ائمہ قدیم و حدیث اس کے جواز میں بھی کافی کفانا الکافي في الدارین۔ وصلے وسلم علی سید الکونین۔ والہ وصحبہ وغوث الثقلین۔ وخربہ وامتہ کل حین واین عدوکل اثرو عین والحمد للہ رب النشأتین واللہ سبحنہ و تعالٰی اعلم۔ بنوو علم جل مجدہ اتم واحکم۔